وقف قانون سازی: بہبود ملت یا روایتی حکمرانی؟

ڈاکٹر سید ظفر محمود

وقف بل 2010اب دوبارہ مرکزی وزارت برائے اقلیتی امور کے پاس ہے راجیہ سبھا کی اس ہدایت کے ساتھ کہ سلکٹ کمیٹی کی سفارشات کے بموجب اس میں ترمیم کر کے پھر سے پارلیامنٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔ اندرونی خبر یہ ہے کہ وزارت اقلیتی امور نے اپنا کام کر کے اسے وزارت قانون کے پاس بھیج دیا ہے۔ انھیں دونوں وزارتوں کے کل تقریباً نصف درجن افسرشاہوں کے دربار میں ایک دفعہ پھر سولہ کروڑ مسلمانوں کی پانچ لاکھ وقف املاک کا فیصلہ پہونچ گیا ہے۔ اس کو انگریزی میں کہتے ہیں Back to square one یعنی کہ سانپ سیڑھی والے لوڈو میں جب کھلاڑی اچانک 99سے واپس ایک پر پہونچ جاتا ہے، گویا کہ جہاں سے بات شروع ہوی تھی وہیں۔ ہونا یہ چاہئے کہ حکومت مسلمانوں کے اس بیش قیمت اثاثہ کے ساتھ جو کچھ کرنے جا رہی ہے اسے بجائے ملت سے چھپا کے رکھنے کے اسے ملت کے سامنے کھلے طور پر لائے، ترمیم شدہ بل کے مسودہ کے ہر شق پر ملک میں بحث ہو اور پھرحکومت اس پر ملت کی منشا کے مطابق اپنا لائحہ عمل تیار کرے۔

فی الوقت تو یہ دونوں وزارتیں ایک ہی وزیر کے پاس ہیں۔ لہٰذا اب تو دونوں وزارتوں کے درمیان مسلمانوں کے حق میں مکمل ہم آہنگی ہونی چاہئے۔ وزیر موصوف کو چاہئے کہ وقف بل پر خاصاوقت لگائیں۔ انھیں ذاتی معلومات حاصل کرنی ہو گی کہ جے پی سی، سچر کمیٹی اور سلکٹ کمیٹی تینوں نے اوقاف کے مختلف پہلوئوں کے متعلق کیا کیا سفارشیں کیں اور ان میں سے ہر ایک پر حکومت کا کیا رد عمل ہے اور اس رد عمل کے پیچھے کیا جواز ہے ۔ جب وہ مطمئن ہو جائیں تواس بابت مکمل دستاویز وزارت اقلیتی امور کی ویب سائٹ پر تحریر کر کے اس عمل صالح کا عوام میں اعلان کر دیا جائے کہ اس بابت جس کو جو کہنا ہو چھ ہفتہ میں لکھ کر فلاں ای میل پر بھج دیا جائے۔ ملت کے اس تعامل یعنی کہ فیڈ بیک (feedback)کاوزارت کے ذریعہ باقاعدہ مکمل جائزہ لیا جائے۔ پھر اس

پر بھی ایک دستاویز تیار کیاجائے کہ ملت نے کیا مدعے اٹھائے اور ان پر وزارت کا کیا رد عمل ہے اور اس کا کیاجواز ہے۔اس پر بھی جناب وزیر ذاتی طور پر خوب غور خاص کر لیں اور اس پر ضروری کاروائی کروائیں۔یہ دستاویز بھی وزارت کی ویب سائٹ پر ڈال دیا جائے۔ پھر اس کے بعد ترمیم شدہ بل پارلیامنٹ میں دوبارہ پیش ہونا چاہئے۔

یہ موقع ایسا ہے کہ مسلمانوں کی خوشنودی کے لئے حکومت کو ایک قدم آگے ہی بڑھا نا چاہئے تا کہ لگے کہ مسلمانوں کے ملی اثاثہ کو تباہی سے بچانے کیلئے اور اس کے تحفظ و استحکام کو یقینی بنانے کیلئے حکومت کوئی کثر نہیں چھوڑ رہی ہے نا کہ یہ لگے کہ مسلمان اپنی چیز بچانے میں لگے ہیں اوراس کے لئے ان میں حکومت پر اعتماد کی کمی ہے۔ یہاں یہ دقیق نکتہ ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ امور اوقاف کا انتظام کرنے کی ہمارے سیکیولر نظام میں حکومت کی مقدم آئینی ذمہ داری نہیں ہے ۔ وقف قانون اس وجہ سے بنا یا گیا کیونکہ حکومت نظام اوقاف کو بہتر اور کار آمد بنانے میں مسلمانوں کی مدد کرنا چاہتی تھی۔ سکھوں کے گردواروں اور عیثائیوں کے کلیسائوں و دیگرفلاحی املاک کا انتظام موئثر انداز سے حکومت کے دائرہ عمل سے باہر ہے۔ لیکن اوقاف کا نظام پوری طرح سے حکومت کے زیر حکم برداری ہے ۔ حالانکہ اوقاف کا نظام بھی مسلمانوں کا اندرونی معاملہ مانا جا سکتا تھا۔ اس میں حکومت کی مداخلت کی ضرورت نہ پڑتی۔ لیکن سکھوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں وقف املاک کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کے انتظام کے لئے ملک گیر قانون ہو تو بہتر ہے۔پھر بھی اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ وقف قانون کی ایک بھی شق مسلمانوں کی منشا کے خلاف ہو سکتی ہے۔ لہٰذا وقف قانون میں مجوزہ ترمیمات کو مسلمانوں سے چھپا کے رکھنا مسلمانوں کے اندرونی ملی مسائل کے معاملہ میں حکومت کی طرف سے شفافیت کی کمی کے مترادف ہے۔ پارلیامنٹ میں دوبارہ لے جانے سے پہلے بل کا ترمیم شدہ مسودہ مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا حکومت کا آئینی‘ سماجی و اخلاقی فریضہ ہے۔ ایسا نہ کرنے سے حکومت کی طرف سے مسلمانوں کے تئیں بد دیانتی کا شائبہ ہوسکتا ہے۔

اوقاف سے متعلق جے پی سی اور جسٹس سچرکمیٹی کی رپورٹوں میں جو سفارشات کی گئیں ان میں سے بیس عدد مئی 2010میں پیش کردہ حکومت کے وقف بل میں شامل نہیں تھیں۔ اس لئے راجیہ سبھا نے بل کو سلکٹ کمیٹی کے حوالہ کردیا۔ سلکٹ کمیٹی نے دسمبر 2011میں اپنی رپورٹ

پیش کر دی۔لیکن اس رپورٹ میں بھی جے پی سی اور جسٹس سچرکمیٹی کے ذریعہ کی گئی چودہ سفارشوں پر تبصرہ ہونے سے رہ گیا۔ اندرونی طور پر معلوم ہوا کہ وقت اور اراکین کے پاس فوری مہارت کی کمی کی بنا پرمیٹنگوں کے دوران وزارت اقلیتی امور اور وزارت قانون کے افسران کے ذریعہ ا ٹھائے گئے اعتراضات کے جوابات تیار نہیں ہو سکے۔ یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ سلکٹ کمیٹی میں صرف راجیہ سبھا کے تیرہ(13) ممبر تھے۔ جبکہ جے پی سی میں لوک سبھا اور راجیہ سبھا دونوں ایوانوں کے تیس (30)اراکین تھے۔ تو یہ کس طرہ مناسب ہے کہ 13ممبر والی ایک ایوان کی کمیٹی کی سفارش پر حکومت غور کرے لیکن 30ممبروالی دونوں ایوانان کی کمیٹی کی سفارشات کو حکومت ا س طرح خارج کرے کہ ان کا ذکر تک نہ کرے اور انھیں خارج کرنے کی وجہ تک نہ بتائے؟ یہ غفلت تو حکومت کی طرف سے پارلیمانی استحقاق میں شگاف (Breach of Privilege)اور ایوان کی توہین (Contempt)کے دائرے میں آ جاتی ہے۔

اب بھی وقت ہے۔ جلدبازی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جے پی سی کی رپورٹ 2008میں آئی تھی اور جسٹس سچر کمیٹی کی رپورٹ 2006میں۔ چار سے چھ برس ہو چکے ہیں۔ اگر چار چھ مہینہ اور لگ جائیں گے تو آسمان نہیں ٹوٹ پڑے گا۔ لیکن اگر ترمیم شدہ وقف بل بھی مسلمانوں کے مفاد کے خلاف آتا ہے تو ملت اس غلطی کو دانستہ سمجھے گی اور پھر اس کے لئے ارباب حل و عقد کو معاف کرنامشکل پڑ جائے گا۔ لیکن اس درمیان اگر مجوزہ ترمیم شدہ بل ملت کے سامنے کھلے طور پر پیش کر دیا جاتا ہے ' اس پر ملک میں بحث ہو جاتی ہے اور مسلمانوں کے جذبات و احساسات کو شامل کرتے ہوے ترمیم شدہ وقف بل کا مسودہ پارلیامنٹ میں پیش ہوتا ہے تب پھر مسلمان حکومت کی نیت کو صاف مانیں گے۔ جگہ کی قلت کی بنا پر اوقاف سے متعلق صرف تین مدعوں پر یہاں روشنی ڈالی جا رہی ہے۔مکمل تفصیل تین حصوں میںwww.wakfwatch.in پر دیکھی جا سکتی ہے۔

جے پی سی برائے اوقاف و سچر کمیٹی دونوں نے اپنی رپورٹوں میں لکھا کہ ملک کے 28صوبائی وقف بورڈوں میں چیف اگزیکیوٹو آفسر (CEO)کی حیثیت سے کل وقتی تعیناتی کے لئے سینئر مسلمان افسر عموماً ندارد رہتے ہیں کیونکہ ملک کی افسرشاہی میں مسلمان 2.5%سے بھی کم ہیں۔اسلئے افسر شاہی میں کوئی درجہ نہ رکھنے والے غیر افسرشاہوں کواکثر سی ای او بنانا پڑتا ہے جنھیں ملک کی افسرشاہی کسی خاطر میں نہیں لاتی ہے ۔یا زیادہ سے زیادہ کسی افسر کو اپنے کل وقتی ذمہ

داریوں کے ساتھ ساتھ وقف سی ای او کا اضافی چارج دے دیا جاتا ہے۔اس طرح وقف کا نظام خسارہ میں رہتا ہے۔ لہٰذا دوسفارشیں کی گئیں۔ ایک یہ کہ وقف قانون میں لکھا جائے کہ وقف بورڈ کے سی ای او صوبائی حکومت کے ڈائرکٹر سے کم سطح کے نہیں ہو ں گے۔اس سفارش کو حکومت نے جزوی طور پر تسلیم کرتے ہوے وقف بل 2010میں لکھ دیا کہ سی ای او کم سے کم ڈپٹی سکریٹری سطح کا ہو گا اور اگر اس سطح کا مسلمان افسرصوبائی حکومت میں موجود نہ ہوتو بھی سی ای او کوانڈر سکریٹری سطح کا توضرور ہونا ہو گا۔چلئے خیر مسلمانوں کو اوقاف کے حق میں کچھ تو ہاتھ آیا۔

لیکن اس ضمن کا دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ جب ملک بھر میں مسلمان افسر ہیں ہی صرف 2.5%تو سی ای او کی حیثیت سے طعیناتی کے لئے ہر تین سال پردرجنوں مسلمان افسر آئیں گے کہاں سے ؟ اس لئے سچر کمیٹی نے اہم ترین سفارش کی کہ نظام اوقاف کے لئے ایک علیحدہ کاڈربنایا جائے جسے انڈین وقف سروس کہا جا سکتا ہے۔2007 میں ہی اس تجویز کومرکزی وزارت اقلیتی امور کے ایک ڈپٹی سکریٹری نے فائل پر اپنے قلم کی ایک جنبش سے ایک جملہ میں ہی خارج کر دیا تھا۔ اوپر تک اس پر کسی نے کوئی سوال نہیں اٹھایا تھا۔پھر ملک میں حکومت کے اس نا معقول رویہ پر احتجاجات ہوے جس کی تفصیل googleکر کے دیکھی جا سکتی ہے۔نتیجتاً....کچھ جو سمجھا مرے شکوے کو تو رضواں سمجھا۔ الحمد للّٰہقومی اقلیتی کمیشن کے موجودہ سربراہ و اراکین نے اس اہم سفارش کی افادیت کی پذیرائی کی اور کمیشن نے وزارت اقلیتی امور و ووزیر اعظم دفترکو لکھا کہ امور اوقاف کے نظام کے لئے الگ کاڈر بنایا جانا چاہئے۔اس پر وزارت اقلیتی امور نے چند تکنیکی تبصرہ کئے ہیں جن کا قومی اقلیتی کمیشن جواب دینے والا ہے۔ ان مخطوطات اور اس سلسلہ میں دستاویزی خبر گیری کی تفصیل www.zakatindia.org پر وقف کی شبیہ (Icon: Waqf) کے تحت پڑھی جا سکتی ہے۔

وقف قانون میںسنٹرل وقف کاؤنسل کے سکریٹری کے عہدے کے لئے لازمی لیاقت اور حکومت ہند کی افسرشاہی میں اس کے ضروری رتبہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔اس وجہ سے حکومت کے گلیاروں میں سنٹرل وقف کاؤنسل کے سکریٹری کا ایسا کچھ بھی رعب و دبدبہ نہیں ہوتا جس کی وجہ سے تمام افسرشاہی میں اس کا اقبال چڑھ کر بولے اور نظام اوقاف کو اس کا فائدہ پہونچے۔مرکزی وقف انتظامیہ میںاس کلیدی و محورانہ نقص کا ازالہ کرنے کے لئے سچر کمیٹی نے سفارش کی تھی کہ اس جگہ کم سے کم حکومت ہند کے جوائنٹ سکریٹری کی سطح کا افسرطعینات ہونا چاہئے۔مرکزی

کابینہ نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔پھر بھی اس بابت حکومت کی طرف سے اب تک کوئی قانون ساز کاروائی نہیں ہوی ہے۔ حق اطلاع قانون کے تحت بس وزارت اقلیتی امور نے یہ کہ دیا کہ سکریٹری کے تعین کی ترکیب مرکزی وقف کائونسل رولس (Central Wakf Council Rules, 1998) میں درج ہے۔لیکن وہاں تو صرف یہ لکھا ہے[Rule 7(1)] کہ وزیرموصوف جس مسلمان کو چاہیں سکریٹری بنا دیں۔ اسی لئے سچر کمیٹی نے کہا کہ سنٹرل وقف کائونسل کا سکریٹری حکومت ہند کے جوائنٹ سکریٹری سے کم درجہ کا نہ ہو۔ اس اہم سفارش پر بھی عمل درآمد ابھی تک باقی ہے۔

مرکزی محکمہ آثار قدیمہ جسے ضابطہ کے مطابق Archaeological Survey of Indiaکہا جاتا ہے کو قانوناً (Ancient Monuments and Archaeological Sites and Remains Act 1958)یہ حق ہے کہ سو برس سے زیادہ قدیم جس عمارت کو وہ چاہے قومی اہمیت کا قرار دے دے۔ اس اختیار عملداری سے اوقاف مستثنی ' نہیں ہیں۔ لیکن اس طرح تحویل شدہ املاک کی محافظت اور پائداری کی ذمہ داری بھی اسی قانون کے تحت محکمہ آثار قدیمہ کی ہی ہے۔ جن تحویل شدہ وقف املاک کو پوری طرح سنبھال کے رکھنے کی ذمہ داری محکمہ نہیں‌نبھا رہا ہے ان کی تحویل سے محکمہ کو دستبردار ہو جانا چاہئے[Section 17(b)]۔ اس بابت ملت کو بیدار و چوکس رہنا ہو گا۔ سچر کمیٹی نے سفارش کی کہ محکمہ آثار قدیمہ اور سنٹرل وقف کائونسل کو اس تعلق سے مستقل غور و خوض کرنے کے لئے ہر تین ماہ پر ایک دفعہ مشترکہ میٹنگ کرنی چاہئے۔اس تجویز کو حکومت نے منظوری دے دی۔اس سفارش پر عمل کرتے ہوے محکمہ آثار قدیمہ اور سنٹرل وقف کائونسل کی جو میٹنگ منعقد ہویں ان کی روداد مندرجہ بالا ویب سائٹ پر اردو میں پڑھی جا سکتی ہے۔ کچھ تو بات آگے بڑھی۔ لیکن اس سلسلہ کی متواتر جان آفرینی کرنا ضروری ہے۔ سنٹرل وقف کائونسل کو ان تمام وقف املاک کی حالت کے بارے میں صوبائی وقف بورڈوں کی مدد سے تازہ معلومات حاصل کرنی ہوگی جو محکمہ آثار قدیمہ کے زیر تحویل ہیں۔ جن تحویل شدہ اوقاف کی دیکھ بھال محکمہ آثار قدیمہ عرصہ سے نہیں کر رہا ہے اور نتیجتاً وہ غیر قانونی قبضہ میں جا رہی ہیں ان کی فہرست سنٹرل وقف کائونسل کو ہر تماہی میٹنگ میں محکمہ کو دے کر زور دینا چاہئے کہ ان کی تحویل سے محکمہ دستبردار ہو جائے اور پھر متعلقہ وقف ناموں کے مطابق ان املاک کے انتظام کا بندوبست کیا جائے۔ قانون کے دائرہ میں ایسے اوقاف کی تحویل ضروری ہدایات کے ساتھ مدبرو بے غرض ملک گیر

ملی تنظیموں کے سپرد بھی کی جا سکتی ہے۔ حق اطلاع قانون کے تحت حاصل شدہ محکہ آثار قدیمہ کے زیر تحویل وقف املاک کی فہرستwww.wakfwatch.in پر موجود ہے۔

اللہتعالیٰ نے ماہ صیام میں ہم مسلمانوں کے لئے ہماری بنیادی جسمانی جبلتوں (Basic human instincts) سے چند روزہ ' شمار کردہ ضبط مقرر کیا ہے جس کاحتمی مقصد اپنی ذات کو صعوبت پہونچانا نہیں ہے بلکہ رمضان کے روزے ہمارے لئے سالانہ تازگی بخش نصاب (Annual Refresher Course)ہیں ۔ ان کے ذریعہ ایک مہینہ تک ذہنی توجہ جسمانی ضرورتوں سے ہٹا کر فہم و ادراک کی دانائی وسعتوں کی طرف مبذول کی جا نی چاہئے۔ آئے اس پاک مہینہ میں ہم اپنے ذہنی دریچوں کو کریدیں ' جائزہ لیں کہ ہم اپنے دنیاوی وجود کی اہمیت کو کتنا پہچان سکے ہیں ' ہم ملت کی فلاح و استحکام کے تئیں اپنے اپنے دماغ اورہاتھ پیر کا استعمال کر کے اپنے پرور دگار کا کتنا حق ادا کر رہے ہیں۔آئے مولاناجلال الدین رومیؒ کے سوال کا جواب تیار کریں' وہ ہم سے پوچھ رہے ہیں: کیا کمہار گھڑا اس لئے ہی بناتا ہے کہ اس کا مقصد صرف گھڑا بنانا ہی ہے اورکیا اس کا مقصد پانی کی فراہمی نہیں ہے ؟

ہیچ کوزہ گر کند کوزہ شِتاب؟

بہر عینِ کوزہ' نئے بر بوئے آب؟